تقریر

تقریر بابت خاندانِ مسیح موعودؑ
وقت 5-7منٹ

حضرت صاحبزادی امۃ النصیر صاحبہ

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

اَلتَّآئِبُوۡنَ الۡعٰبِدُوۡنَ الۡحٰمِدُوۡنَ السَّآئِحُوۡنَ الرّٰکِعُوۡنَ السّٰجِدُوۡنَ الۡاٰمِرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَالنَّاہُوۡنَ عَنِ الۡمُنۡکَرِ وَالۡحٰفِظُوۡنَ لِحُدُوۡدِ اللّٰہِ ؕ وَبَشِّرِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ(التوبہ:112)

اِن آیاتِ کریمہ کا ترجمہ یہ ہے کہ توبہ کرنے والے، عبادت کرنے والے، حمد کرنے والے، (خدا کی راہ میں) سفر کرنے والے، رکوع کرنے والے، سجدہ کرنے والے، نیک باتوں کا حکم دینے والے اور بُری باتوں سے روکنے والے اور اللہ کی حدود کی حفاظت کرنے والے، (سب سچّے مومن ہیں) اور تُو مومنوں کو بشارت دے دے۔

معزز سامعین! میری آج کی تقریر کا عنوان ہے ”سیرت صاحبزادی امۃ النصیر صاحبہ“

صاحبزادی امۃ النصیر صاحبہ 13؍اپریل 1929ء کو قادیان میں پیدا ہوئیں۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پوتی اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ اور حضرت سارہ بیگم صاحبہؓ کی بیٹی تھیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی بہن اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی خالہ محترمہ تھیں۔

آپ مڈل تک تعلیم حاصل کرنے کے بعد دینیات کلاس میں دینی علوم سے بہرہ ور ہوئیں جب آپ کی والدہ فوت ہوئیں تو آپ بہت چھوٹی تھیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ آپ کی غم کی کیفیت اور صبر کے بارہ میں فرماتے ہیں کہ امۃ النصیر جو تین ساڑھے تین سال کی عمر کی بچی ہے اور ہر وقت اپنی ماں کے پاس رہنے کے سبب اس سے بہت زیادہ مانوس تھی۔ اپنے بھائی کے سمجھانے کے بعد وہ خاموش سی ہو گئیں جیسے کوئی حیران ہوتا ہے۔ وہ موت سے ناواقف تھیں۔ وہ موت کو صرف دوسروں سے سن کر سمجھ سکتی تھیں۔ نامعلوم اُس کے بھائی نے اُسے کیا سمجھایا کہ وہ نہ روئی، نہ چیخی، نہ چلاّئی، وہ خاموش پھرتی رہی اور جب سارہ بیگم کی لاش کو چارپائی پر رکھا گیا اور جماعت کی مستورات جو جمع ہو گئی تھیں، رونے لگیں تو (صاحبزادی امۃ النصیر) کہنے لگی کہ میری اُمی تو سو رہی ہیں یہ کیوں روتی ہیں؟ میری اُمی جب جاگیں گیں تو مَیں اُن سے کہوں گی کہ آپ سوئی تھیں اور عورتیں آپ کے سرہانے بیٹھ کر روتی تھیں۔ جب ان کی والدہ کی وفات ہوئی ہے تو حضرت مصلح موعودؓ سفر پر تھے اور پیچھے سے اُن کی تدفین ہو گئی تھی۔ حضرت مصلح موعودؓ لکھتے ہیں کہ جب مَیں سفر سے واپس آیا اور امۃ النصیر کو پیار کیا تو اُس کی آنکھیں پُرنم تھیں لیکن وہ روئی نہیں۔ مَیں نے اُسے گلے لگا کر پیار کیا مگر وہ پھر بھی نہیں روئی۔ حتیٰ کہ مجھے یقین ہو گیا کہ اُسے نہیں معلوم کہ موت کیا چیز ہے۔ مگر نہیں یہ میری غلطی تھی۔ یہ لڑکی مجھے ایک اور سبق دے رہی تھی۔ سارہ بیگم دارالانوار کے نئے مکان میں فوت ہوئیں۔ جب ہم اپنے اصلی گھر دارالمسیح میں واپس آئے تو معلوم ہوا اُس کے پاؤں میں بوٹ نہیں۔ ایک شخص کو بوٹ لانے کے لئے کہا گیا۔ وہ بوٹ لے کر دکھانے کے لئے لایا تو مَیں نے امۃ النصیر سے کہا تم پسند کر لو۔ جو بوٹ تمہیں پسند ہو وہ لے لو۔ وہ دو قدم تو بے دھیان چلی گئی پھر یکدم رکی اور ایک عجیب حیرت ناک چہرے سے ایک دفعہ اُس نے میری طرف دیکھا اور ایک دفعہ اپنی بڑی والدہ کی طرف (یعنی حضرت اُم ناصر کی طرف) جس کا یہ مفہوم تھا کہ تم تو کہتے ہو جو بوٹ پسند ہو وہ لے لو مگر میری ماں تو فوت ہو چکی ہے۔ مجھے بوٹ لے کر کون دے گا؟ حضرت مصلح موعودؓ لکھتے ہیں کہ اُس حالت میں وفورِ جذبات سے اُس وقت مجھے یقین تھا کہ مَیں نے بات کی، یہاں وہاں ٹھہرا رہا تو آنسو میری آنکھوں سے ٹپک پڑیں گے۔ اس لئے مَیں نے فوراً منہ پھیر لیا اور یہ کہتے ہوئے وہاں سے چل دیا کہ بوٹ اپنی اُمی جان کے پاس لے جاؤ۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ لکھتے ہیں کہ ہمارے گھر میں سب بچے اپنی ماؤں کو اُمی کہتے ہیں اور میری بڑی بیوی اُم ناصر کو اُمی جان کہتے ہیں تو مَیں نے جاتے ہوئے مڑ کر دیکھا تو امۃ النصیر اپنے جذبات پر قابو پا چکی تھیں۔ وہ نہایت استقلال سے بوٹ اُٹھائے اپنی امی جان کی طرف جا رہی تھی۔ بعد کے حالات نے اس امر کی تصدیق کر دی کہ وہ اپنی والدہ کے وفات کے حادثے کو باوجود چھوٹی عمر کے خوب سمجھتی ہے۔

(ماخوذ از میری سارہ از انوار العلوم جلد 13 صفحہ 186-187)

والدہ کی وفات کے بعد آپ کی پرورش حضرت اماں جانؓ نے کی اور بہت محبت دی۔ آپ کو بھی حضرت امّاں جان سے بہت محبت تھی۔ جلسہ سالانہ کے موقع پر 13 سال کی عمر میں منتظمہ دارالمسیح کا فریضہ سرانجام دیا۔ سیکرٹری ناصرات قادیان بھی رہیں۔

26 دسمبر 1951ء کو حضرت مصلح موعودؓ نے آپ کا نکاح ہمراہ محترم پیر معین الدین صاحب ولد محترم پیر اکبر علی صاحب ایک ہزار روپے حق مہر پر پڑھا۔ خطبہ نکاح میں حضورؓ نے فرمایا کہ احباب کو معلوم ہوگا کہ میں اپنی لڑکیوں کا نکاح صرف واقفین زندگی سے کر رہا ہوں اور اس رشتہ میں بھی میرے لئے یہی کشش تھی کہ لڑکا واقف زندگی ہے۔

(خطبات محمود جلد 3 صفحہ 615)

اللہ تعالیٰ نے آپ کو چار بیٹیوں اور ایک بیٹے سے نوازا جن میں صاحبزادی امۃ الصبور صاحبہ، صاحبزادی امۃ الشکور صاحبہ، صاحبزادی امۃ الغفور صاحبہ، صاحبزادی امۃ النور صاحبہ اور پیر محی الدین طاہر احمد صاحب شامل ہیں۔

آپ کے خاوند محترم پیر معین الدین صاحب کے خاندان کی اکثریت غیر از جماعت تھی لیکن آپ نے اُن کے ساتھ بھی بڑا تعلق نبھایا۔ اُن کے آپ کا ساتھ سلوک بہت محبت اور پیار اور احترام کا تھا اور سب ان کی بہت قدر کرتے اور محبت سے ان کا ذکر کرتے ہیں۔

حضرت مصلح موعودؓ نے آپ کو مختلف مواقع پر آنے والی خوابوں اور رؤیا میں دیکھا۔ چنانچہ "رؤیا و کشوف سیدنا محمود" میں رؤیا نمبر 407، 507 اور 608 میں خاص طور پر آپ کا ذکر موجود ہے۔ 11 دسمبر 1954ء کے رؤیا کے بارہ میں حضور فرماتے ہیں کہ

"انہوں (حضرت سارہ بیگم صاحبہ۔ ناقل) نے کہا کہ آپ تو مجھ سے خفا ہو گئے ہیں۔ میں نے کہا تم نے تو مجھے چھیرو (امۃ النصیر) جیسی بیٹی دی ہے۔ میں خفا کیسے ہو سکتا ہوں"

1949ء میں حضرت مصلح موعودؓ اور حضرت امّاں جانؓ کے ساتھ اُن کی گاڑی میں ربوہ آنے کا اعزاز حاصل ہوا۔ آپ فرمایا کرتی تھیں کہ یہ میری زندگی کا یادگار واقعہ ہے۔ مسجد مبارک ربوہ کی سنگِ بنیاد کی تقریب میں ایک اینٹ پر دعا کرنے والی خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواتین میں شامل تھیں۔ جب ربوہ آباد ہوا تو کچے مکان تھے۔ ان کو وہاں بھی ربوہ کے کچے مکانوں میں لجنہ کی خدمت کی توفیق ملی۔ پھر ان کو صدر لجنہ حلقہ دارالصدر شمالی بڑا لمبا عرصہ خدمت کی توفیق ملی۔ 1973ء سے 2007ء تک لجنہ کی مجلس عاملہ ربوہ میں خدمت کی توفیق پاتی رہیں۔ آپ کو ہجرت کے بعد رتن باغ لاہور میں بھی لجنہ کی خدمت کی توفیق ملی۔ آپ رتن باغ لاہور میں حضرت صالحہ بیگم اہلیہ حضرت میر محمد اسحاق صاحبؓ کے ساتھ رات کو دورہ کیا کرتی تھیں اور جن کے پاس اوڑھنے کو کپڑا نہیں ہوتا تھا اُن کو کمبل وغیرہ دیا کرتی تھیں۔

سامعین! آپ اس بات کا بہت خیال رکھتی تھیں کہ آپ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیٹی ہیں اور یہ کہ آپ کی وجہ سے حضور رضی اللہ عنہ کی ذات پر کوئی حرف نہ آئے۔ ایک واقعہ جو آپ نے کئی اجلاسات میں بھی سنایا کہ ایک دفعہ آپ اپنے بھائی کے گھر جا رہی تھیں جو سڑک کے دوسری طرف تھا۔ یعنی ادھر ان کا گھر ہے اور سڑک کے پار بھائی کا گھر تھا کہ سامنے تو بھائی کا گھر ہے جہاں جانا ہے تو آپ نے بجائے اس کے کہ باقاعدہ برقعہ پہنیں اور نقاب باندھیں برقعہ کا نچلا حصہ سر پر ڈال لیا۔ برقعہ کا جو کوٹ ہوتا ہے وہ سر پر ڈال کے گھونگٹ نکال کے چل پڑیں۔ جب گھر سے باہر نکلیں اور سڑک کے درمیان میں پہنچیں تو دیکھا کہ حضرت مصلح موعودؓ بھی سڑک پر تشریف لا رہے ہیں۔ پرانے زمانے کی بات ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ قصرِ خلافت سے اس طرف آ رہے تھے۔ فرماتی ہیں کہ میرے پاس اور کوئی راستہ نہیں تھا۔ چنانچہ مَیں اسی طرح اپنے گھر آ گئی۔ میرا خیال تھا کہ حضور کا دھیان میری طرف نہیں ہو گا۔ اگلے روز جب مَیں ناشتے کے وقت حضور سے ملنے گئیں تو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے فرمایا۔ دیکھو! تم ایک قدم آگے بڑھاؤ گی تو لوگ دس قدم آگے بڑھائیں گے۔ پس پردے کا خیال، لحاظ رکھو۔ اس طرح حضرت مصلح موعودؓ اپنے بچوں کی تربیت فرمایا کرتے تھے۔

آپ کا اپنے بھانجے بھانجیوں، بھتیجے بھتیجیوں سے بڑی بے تکلفی اور پیار کا تعلق تھا اور وہ سب ان سے راز داری بھی کر لیتے تھے اور اسی بے تکلفی کی وجہ سے اُن کی نصیحت کو سنتے بھی تھے اور بُرا نہیں مناتے تھے۔ ڈانٹ بھی اُن کی پیار اور ہنسی کے ساتھ ہوتی تھی۔ اگر نصیحت کرنی ہوتی تو ہمیشہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام، حضرت اماں جان (اُمّ المومنینؓ) اور حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واقعات سنا کر تنبیہ اور نصیحت فرمایا کرتی تھیں۔ اُن کی ایک بھانجی بیان کرتی ہیں کہ ایک موقع پر اُن سے اور ایک کزن سے غیر ارادی طور پر ایک ایسی غلطی ہوئی جس غلطی میں لطیفہ بھی تھا۔ دونوں بے چین تھیں کہ کسی بڑے کو بھی اس میں شامل کیا جائے لیکن جس

طرف نظر دوڑاتے تھے یہی نظر آتا تھا کہ ڈانٹ پڑے گی۔ آخر دونوں ان کے پاس آئیں۔ انہوں نے بڑے تحمل سے ان کی بات سنی۔ لطیفہ بھی ایسا تھا کہ ہنسی بھی آئی اور پھر اُن کو پیار سے ڈانٹا بھی اور بتایا کہ ایسے موقع پر اسلامی تعلیم اس طرح کی ہے۔ تو کوئی موقع بھی اسلامی تعلیم کا، احمدیت کی روایات بیان کرنے کا ضائع نہیں کرتی تھیں۔ جب بھی موقع ملتا اس لحاظ سے سمجھانے کی کوشش کرتیں۔

سامعین! ایک مرتبہ جب حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا کی طبیعت خراب تھی تو حضرت مصلح موعودؓ نے اپنی دو بیویوں کی رات کی ڈیوٹی حضرت اماں جانؓ کی دیکھ بھال کے لیے لگائی کہ باری باری جایا کریں تو حضرت امّاں جانؓ نے فرمایا کہ میرے لئے تو یہ بچی ٹھیک ہے۔ مجھے اسی کی عادت ہوگئی ہے۔ کسی اور کو میرے پاس بھیجنے کی ضرورت نہیں۔ حضرت اماں جانؓ بھی آپ سے بہت محبت اور پیار کا سلوک کرتی تھیں۔

آپ کا ملازموں کے ساتھ بھی بہت شفقت کا سلوک تھا۔ جو بچیاں گھر میں پل بڑھ کے جوان ہوئیں، اُن کا جہیز چھوٹی عمر سے ہی بنانا شروع کر دیا۔ شادیوں کے اخراجات بھی ادا کئے۔ بعض دفعہ دیکھنے میں آیا کہ کام کرنے والی خاتون اور اُن کی بیٹیوں نے انتہائی بدتمیزی کی۔ بعض نے مشورہ دیا کہ فوراً فارغ کر دینا چاہئے مگر فرماتی رہیں کہ ابھی تو مَیں نے ان کی شادیاں کرنی ہیں۔ شادی کے بعد اُن کے دکھ سکھ میں شامل ہوتی تھیں۔ احسان کرتے وقت طریق ایسا اختیار کرتیں کہ اگلے کو محسوس نہ ہو۔ عبادات اور چندوں میں غیر معمولی باقاعدگی تھی اور کوشش ہوتی تھی کہ اپنے اوپر اگر تکلیف بھی وارد کرنی پڑے تو زیادہ سے زیادہ کریں اور ان فرائض کو کبھی پَرے نہ کریں۔ 1944ء میں جب حضرت مصلح موعودؓ نے جائیدادیں وقف کرنے کی تحریک کی تو آپ نے اپنا تمام زیور اس میں پیش کر دیا۔ اُن کو ہر طرح مختلف موقعوں پر خدمت کا موقع ملا اور کبھی یہ نہیں ہوا کہ اُن کو کسی عہدے کی خواہش ہو۔ عہدہ رکھتے ہوئے بھی اگر ایک معمولی سا کام کہا گیا تو فوراً اُس کے لئے تیار ہو جاتی تھیں۔ علمی اور انتظامی لحاظ سے، دینی تعلیم کے لحاظ سے بڑی باصلاحیت تھیں۔ آپ کی ایک صاحبزادی بیان کرتی ہیں کہ اُمی کی بیماری میں اگر کوئی آپ سے ملاقات کے لئے آتا اور ملاقات نہ ہوسکنے کی وجہ سے واپس چلا جاتا تو آپ کو بہت زیادہ افسوس ہوتا تھا۔ ہمیں بار بار سمجھاتی تھیں کہ کوئی بھی جو ملاقات کے لئے آئے اُسے نہ روکا کرو۔ کبھی منع نہ کیا کرو۔ حضرت مصلح موعودؓ کی ڈیوڑھی سب کے لئے کھلی رہتی تھی، ہر کوئی مل سکتا تھا تو پھر میری طرف سے کیسے انکار ہو سکتا ہے۔

سامعین! جیسا کہ بیان کیا ہے کہ آپ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کی خالہ بھی تھیں، حضور انور نے آپ کی وفات کے بعد خطبہ جمعہ میں اُن کا ذکرِ خیر کرتے ہوئے فرمایا کہ

"میری والدہ بتایا کرتی تھیں کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تمہاری خالہ کو اُن کی والدہ کی وفات کے بعد حضرت امِ ناصر رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سپرد کر دیا تھا اور اس کا ذکر حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی فرمایا ہے اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اُس وقت میری والدہ کو یہ ہدایت فرمائی تھی کہ ان کا خیال رکھنا۔ میری والدہ ان سے تقریباً 19 سال بڑی تھیں اور بچوں والا تعلق تھا۔ جب میری والدہ کی شادی ہوئی ہے تو اُس وقت ہماری یہ خالہ سات آٹھ سال کی یا زیادہ سے زیادہ نو سال کی ہوں گی۔ جب میری والدہ کی رخصتی ہونے لگی تو خالہ نے ضد شروع کر دی کہ مَیں باجی جان کے بغیر نہیں رہ سکتی مَیں نے بھی ساتھ جانا ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ نے پھر سمجھایا تو خیر سمجھ گئیں۔ خاموش تو ہو گئیں اور بڑی افسردہ رہنے لگیں لیکن وہی صبر اور حوصلہ جو ہمیشہ بچپن سے دکھاتی آئی تھیں اُس کا ہی مظاہرہ کیا۔"

اس کے علاوہ خلافت سے آپ کا جو تعلق اور اطاعت اور محبت تھی اُس کے بارے میں حضور انور فرماتے ہیں:

"مَیں پہلے بھی جب اُن کے گھر گیا ہوں تو ہمیشہ خوب خاطر مدارات کی جس طرح کہ بڑوں کی کی جاتی ہے اور خلافت کے بعد تو اُن کا تعلق پیار اور محبت کا اور بھی بڑھ گیا۔ اطاعت اور احترام بھی اُس میں شامل ہو گیا۔ باقاعدہ دعا کے لئے خط بھی لکھتی تھیں، پیغام بھی بھجواتی تھیں۔ خلافت کے ساتھ اظہار غیر معمولی تھا۔ یہاں دو مرتبہ جلسے پر آئی ہیں۔ انتہائی ادب اور احترام اور خلافت کا انتہا درجے میں پاس جو کسی بھی احمدی میں ہونا چاہئے وہ اُن میں اُس سے بڑھ کر تھا۔ اس حد تک کہ بعض دفعہ اُن کے سلوک سے شرمندگی ہوتی تھی۔ خلافت سے محبت اور وفا کے ضمن میں یہ بھی بتا دوں کہ وہ اس میں اس قدر بڑھی ہوئی تھیں کہ کسی بھی قریبی رشتے کی پرواہ نہیں کرتی تھیں اور اس وجہ سے بعض دفعہ اُن کو بعض پریشانیاں بھی اُٹھانی پڑیں لیکن ہمیشہ خلافت کے لئے وہ ایک ڈھال کی طرح کھڑی رہیں۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 18 نومبر 2011ء)

سامعین کرام! صاحبزادی امۃ النصیر بیگم صاحبہ کا انتقال 12 نومبر 2011ء کو ربوہ میں بعمر 82 سال ہوا۔ آپ عارضہ دل کی وجہ سے طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ میں زیر علاج تھیں۔ آپ کی نماز جنازہ 15 نومبر 2011ء کو بعد نماز ظہر مسجد مبارک میں محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب ناظرِ اعلیٰ و امیر مقامی نے پڑھائی۔ آپ کی تدفین بہشتی مقبرہ کی اندرونی چار دیواری میں ہوئی۔

مغفرت بے حساب ہو جائے
مرحمت لا جواب ہو جائے
قربِ رحمت مآب حاصل ہو
وصلِ عالی جناب ہو جائے

(کمپوزڈ بائی: عائشہ چوہدری۔ جرمنی)

✡✡✡✡